خصائصِ نبوی بزبانِ رسالت مآب ﷺ

عرفان خالد ڈھلّوں *
محمد طاہر مصطفیٰ **

رسول اللہ ﷺ کے خصائص مبارکہ پر کچھ مواد جمع کرنا اور چند جملے ضبطِ تحریر لانا یقیناً ایک بڑی سعادت ہے۔ یہ مضمون اسی سلسلہ کی ایک ادنیٰ کاوش ہے۔ اس مضمون کی ندرت و امتیاز یہ ہے کہ اس میں صرف ان خصائصِ نبوی کو جمع کیا گیا ہے جو خود بزبانِ رسالت مآب ﷺ بیان ہوئے ہیں۔ یوں باغِ نبوت ہی سے چند پھول اور کلیاں چن کر ان کا ایک گلدستہ تیار کیا ہے جسے بارگاہِ الٰہی اور دربارِ نبوی میں بصد عجز و انکسار بغرضِ قبولیت پیش کیا جاتا ہے۔ اس "گلدستہ" کی تیاری میں جن مآخذ سے استفادہ کیا ہے وہ امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کے زمانہ تک ہیں۔ آپ آخری محدّث ہیں جنہوں نے اپنی سند سے احادیث روایت کی ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں جن خصائصِ نبوی کا مطالعہ کیا گیا ہے ان میں سے بعض کا تعلق صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے، بعض ایسے ہیں جن میں آپ کے ساتھ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام میں شامل ہیں، بعض خصائص رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ دنیوی سے متعلق ہیں اور بعض کا تعلق آپ کی اخروی زندگی سے ہے۔ ان خصائص کے بارے میں مسلمان یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خصائص و صفات اپنے انبیاء و رسل کے ساتھ مختص کیے ہیں۔

۱۔ میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں

حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (۱) اور میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حضرت جابرؓ سے مروی ایک روایت میں ہے: وَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً (۲) اور میں عمومی طور پر تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ آپؐ کی ایک روایت میں الفاظ ہیں: وَ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً (۳) ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت جابرؓ ہی کی ایک حدیث میں ہے: كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً ، وَ بُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَ أَسْوَدَ (۴) ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیے گئے تھے اور میں سرخ و سیاہ ہر شخص کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے أَحْمَرَ وَ أَسْوَدَ پر اقوال جمع کیے ہیں: سیاہ سے مراد عرب ہیں کیونکہ ان کے رنگ گندمی زیادہ ہوتے ہیں اور سیاہ ہوتے ہیں۔ سرخ سے مراد عجم کے لوگ یعنی عرب کے علاوہ باقی سب ہیں۔ بعض کے مطابق سرخ سے مراد انسان اور سیاہ سے مراد جنّ ہیں (۵)۔ تابعی مجاہد (م ۱۰۳ھ) کا قول ہے کہ سرخ سے مراد انسان اور سیاہ سے

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔

مراد جنّ ہیں (۶)۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کہتے ہیں: یہ تمام اقوال صحیح ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ ان تمام کی طرف مبعوث ہوئے تھے (۷)۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى خَاصَّةِ قَوْمِهِ، وَ بُعِثْتُ أَنَا إِلَى الْجِنِّ وَ الإِنْسِ(۸) ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

۲۔ میں خاتم الانبیاء ہوں

آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ آپ کی آمد سے سلسلہ انبیاء و رسل اور آپ کی شریعت سے شرائع دینِ اسلام کی تکمیل ہوئی۔ اب آپ ﷺ ہی کی نبوت و شریعت تاقیامت نافذ رہے گی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مَثَلِي وَ مَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا، فَأَحْسَنَهُ وَ أَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَ يَعْجَبُونَ لَهُ وَ يَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَ أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ(۹) میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال یوں ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کی تزئین و آرائش کی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور حیرانی میں کہتے ہیں: یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ پس وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ اسی مضمون میں حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ(۱۰) پس اس اینٹ کی جگہ پر میں آیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کو ختم کر دیا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَ سَتَكُونُ خُلَفَاءُ تَكْثُرُ(۱۱) بنی اسرائیل کی حکومت انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی اس دنیوی زندگی سے پردہ فرما جاتے تو اس کی جگہ دوسرے نبی تشریف لے آتے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے بلکہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ(۱۲) اور مجھ پر نبوت ختم کی گئی۔

۳۔ دشمن پر رعب سے میری مدد کی گئی

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا رعب آپ کے دشمنوں پر ڈال رکھا تھا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ(۱۳) میری مدد کی گئی دشمن پر رعب سے۔ محض آپ کو دیکھ کر ہی دشمن آپ سے مرعوب ہو جاتے تھے۔ مثلاً اراش قبیلہ کے ایک شخص سے ابو جہل نے اونٹ خریدے مگر قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کی۔ اراشی شخص نے قریشیوں سے مدد مانگی۔ اسے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے کو کہا۔ آپ ﷺ اس شخص کے ہمراہ ابو جہل کے گھر گئے۔ اس نے باہر نکل کر آپ کو دیکھا تو اس کی حالت یہ ہو گئی کہ چہرے میں خون کا ایک قطرہ تک نہ تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ حَقَّهُ، یعنی اس شخص کو اس کا حق دو۔ ابو جہل فوراً اندر گیا اور اس شخص کا حق لا کر اسے دے دیا (۱۴)۔

رسول اللہ ﷺ کا رعب اور ہیبت آپ کے دشمنوں پر دُور ہی سے طاری ہو جاتا تھا۔ حضرت جابر سے روایت میں الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ(۱۵) میری مدد کی گئی رعب سے جو ایک ماہ کے فاصلہ سے طاری ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُعْطِيْتُ الرُّعْبَ مَسِيرَةَ

شَهْرٍ، يَكُوْنُ بَيْنِي وَ بَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، فَيَقْذِفُ اللهُ الرُّعْبَ فِي قُلُوْبِهِمْ(۱۶) مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب عطا کیا گیا۔ میرے اور مشرکین کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے، پس اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتے ہیں۔ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں: آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو اتنی یا اس سے زیادہ مسافت سے رعب کے ساتھ مدد نہیں کی گئی۔ ظاہر حدیث متقاضی ہے کہ یہ اختصاص مطلق طور پر آپ ﷺ کے لیے ہے(۱۷)۔

رسول اللہ ﷺ کا رعب دُور موجود دشمن پر طاری ہو جانے کی ایک مثال غزوہ تبوک (رجب ۹ھ) ہے۔ یہاں دشمن قیصرِ روم ہرقل تھا۔ یہ مقابلہ ایسی سلطنت سے تھا جو نصف دنیا پر حکمران تھی اور جس کی فوج ابھی حال ہی میں سلطنت ایران کو نیچا دکھا چکی تھی(۱۸)۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے غالباً پچاس دن سفر کرکے دشمن ملک کی سرحد پر پہنچے(۱۹) لیکن اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کا رعب دشمن پر طاری ہو چکا تھا اور اس نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ اَیلہ کے حاکم یوحنّا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صلح کی اور جزیہ دیا۔ اہلِ جرباء اور اہلِ اَذرُح بھی جزیہ لے کر حاضر ہوئے۔ دَومہ کے حکمران اُکیدر نے بھی جزیہ دے کر مصالحت کر لی(۲۰)۔

۴۔ مجھے دنیوی خزانوں کی کنجیاں دی گئیں

دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی رکھ دی گئیں۔ حضرت أَبُو مُوَيْهِبَة نے حدیث روایت کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ! إِنِّي قَدْ أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا(۲۱) اے ابو مویہبہؓ! مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي(۲۲) ایک مرتبہ جب میں سو رہا تھا کہ زمینی خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

غزوہ احزاب (۵ھ) میں خندق کھودتے وقت صحابہؓ کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے کدال پکڑی اور بِسْمِ اللهِ پڑھ کر چٹان پر ضرب لگائی اور اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ وَ اللهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هَذَا، اللہ اکبر، مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے اس کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔ دوسری ضرب لگانے سے چٹان کا ایک تہائی حصہ مزید ٹوٹ گیا۔ آپ نے فرمایا: اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ فَارِسَ وَاللهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَ أُبْصِرُ قَصْرَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هَذَا، اللہ اکبر، مجھے فارس کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے مدائن اور اس کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری چوٹ سے چٹان کا بقیہ حصہ بھی ٹوٹ کر جھڑ گیا۔ آپ نے فرمایا: اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ وَاللهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هَذَا، اللہ اکبر، مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث کے راوی حضرت براء بن عازب ہیں(۲۳)۔

بقول امام نووی: رسول اللہ ﷺ کے فرمان: وَ إِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، یعنی مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں یا فرمایا: زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں، اس حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت زمینی خزانوں کی مالک بنے گی اور ایسا ہو چکا ہے۔ علماء کا یہ قول بھی ہے کہ اس سے مراد زمین پر حکمرانی، اس کے علاقوں کی فتح اور اس کے اموال کے خزانوں کو حاصل کرنا ہے اور الحمد للہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے(۲۴)۔

حضرت ثوبانؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَ

الْأَبْيَضَ (۲۵) اور مجھے دو خزانے عطا ہوئے: سرخ اور سفید۔ آپ ہی سے مروی ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَصْفَرَ أَوْ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (۲۶) اور مجھے دو خزانے عطا ہوئے: زرد، یا فرمایا: سرخ اور سفید۔ علماء کے نزدیک الْكَنْزَيْنِ سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ اس سے مراد کسریٰ اور قیصر بھی ہیں جو ملک عراق اور ملک شام کے بادشاہ تھے (۲۷)۔ شاہ کسریٰ کے ملک میں غالب کرنسی دنانیر تھے اور شاہ قیصر کے ملک میں غالب کرنسی دراہم تھے (۲۸)۔ احمر سے مراد ملک شام ہے اور ابیض سے مراد ملک فارس ہے۔ اہل فارس کی سفید رنگت کی وجہ سے اسے ابیض کہا گیا اور یہ وجہ بھی ہے کہ ان کے اموال میں غالب چیز چاندی ہے۔ اہل شام کی رنگت میں سرخی اور ان کے اموال میں سونا غالب ہے (۲۹)۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کے مطابق: اس حدیث میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ اس امت کی سلطنت دو اجانب مشرق اور مغرب کی طرف زیادہ پھیلے گی۔ ایسا ہی واقع ہوا۔ جبکہ جنوب اور شمال کے اطراف میں امت مسلمہ کی سلطنت کی توسیع کم ہوئی (۳۰)۔ قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے بھی لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں ملک حجاز، یمن، تمام جزیرہ عرب اور اس کے قریب شام و عراق سب فتح ہو چکے تھے۔ ان کا خمس، جزیہ اور صدقہ لایا جاتا تھا۔ اس میں سے بادشاہوں کے لیے بہت کم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو مختلف ولایات کے بادشاہ اور حکمران تحفے بھیجتے تھے (۳۱)۔

۵۔ میرے لیے غنائم حلال کیے گئے

غنائم وہ اموال ہیں جو دشمن سے لڑائی کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔ ماضی میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے لیے اموالِ غنیمت حلال نہیں تھے وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حضرت جابر سے مروی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي (۳۲) اور میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کیے گیے جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں تھے۔ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانوں میں بھی جہاد فرض تھا۔ لیکن دشمن سے قتال کے بعد جو مال قبضہ میں آتا اسے وہ اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے تھے۔ سارا مالِ غنیمت ایک جگہ جمع کر دیا جاتا، آسمان سے آگ نازل ہوتی جو اسے جلا کر بھسم کر دیتی تھی۔ یہی ان کا جہاد قبول ہونے کی علامت تھی (۳۳)۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے لیے اموالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے۔

۶۔ میرے لیے زمین مسجد بنا دی گئی ہے

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لیے ساری زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی وجہ سے آپ کی امت کو بھی یہ خصوصیت حاصل ہے۔ وہ ساری زمین پر جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے وہاں نماز ادا اور پاک مٹی سے طہارت حاصل کر سکتے ہیں۔ مٹی سے مسح کر کے تیمّم کو وضو کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر سے روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وَ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ (۳۴) اور میرے لیے زمین سجدہ گاہ اور پاکی حاصل کرنے والی بنا دی گئی ہے۔ پس میری امت کا کوئی شخص جس جگہ پر بھی نماز کا وقت پائے وہیں نماز ادا کر لے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ خود بھی یہی معمول رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ جُعْلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا، أَيْنَمَا أَدْرَكَتْنِي الصَّلَاةُ تَمَسَّحْتُ وَ صَلَّيْتُ (۳۵) میرے لیے زمین سجدہ گاہ اور پاکی حاصل کرنے والی بنا دی گئی ہے۔ میں جہاں کہیں بھی نماز کا وقت پاتا ہوں تو مسح کر کے اور نماز ادا کر لیتا ہوں۔ اس

خصوصیت کے حوالے سے حضرت ابوامامہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا اور اپنی امت دونوں کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے: وَ جَعَلَ الأَرْضَ كُلَّهَا لِي وَ لأُمَّتِي طَهُوْرًا وَ مَسْجِدًا، فَأَيْنَمَا أَدْرَكَتِ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَ عِنْدَهُ طَهُوْرُهُ(۳۶) اللہ تعالیٰ نے میرے اور میری امت کے لیے پوری زمین پاک کرنے والی اور سجدہ کرنے والی بنادی ہے۔ پس میری امت میں سے جو شخص بھی نماز کا وقت پائے تو اس کے پاس سجدہ کرنے اور پاکی حاصل کرنے والی چیز یعنی زمین موجود ہے۔ للذا زمین پر ہر جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے جہاں نجاست نہ ہو۔ البتہ بعض مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ابن رشد (م ۵۹۵ھ) نے بیان کیا ہے: بعض کے نزدیک سات مقامات مستثنیٰ ہیں: کوڑا خانہ، مذبح خانہ، مقبرہ، راستہ کا اعلیٰ حصہ، حمام، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور بیت اللہ کعبہ کی چھت۔ بعض کے ہاں صرف مقبرہ مستثنیٰ ہے اور بعض نے قبرستان اور حمام کو مستثنیٰ کیا ہے۔ بعض کے نزدیک ان مقامات پر نماز ادا کرنا باطل نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ فقہاء کے مابین اس اختلاف کی وجہ اس ضمن میں وارد احادیث میں اختلاف کا ہونا ہے(۳۷)

رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت سے قبل کسی نبی اور ان کی کسی امت کو یہ امتیاز حاصل نہیں تھا۔ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی محراب ہی میں جا کر نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ طَهُوْرًا وَ مَسْجِدًا، وَ لَمْ يَكُنْ نَبِي مِنَ الأَنْبِيَاءِ يُصَلِّي حَتَّى يَبْلُغَ مِحْرَابَهُ(۳۸) میرے لیے مسجد سجدہ کرنے اور پاکی حاصل کرنے والی بنائی گئی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی بھی نبی نماز ادا نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ جب وہ اپنی محراب میں پہنچ جاتے تھے۔

۷۔ مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے

"جوامع الکلم" نبوی خصائص میں سے ایک ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ(۳۹) یعنی مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے۔ "جوامع الکلم" کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کے مطابق: رسول اللہ ﷺ کے قول مبارک: أُعْطِيت جَوَامِع الْكَلِم، مجھے جوامع الکلم عطا ہوئے، ایک اور روایت میں الفاظ ہیں: بُعِثْت بِجَوَامِع الْكَلِم، یعنی مجھے جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا، اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسان الفاظ جمع کر دیئے ہیں جو کثیر معانی رکھتے ہیں(۴۰)۔ اس حوالے سے امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کا قول ہے: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ جَوَامِعَ الْكَلِمِ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قبل جو بہت سے امور کتابوں میں لکھے ہوئے تھے ان سب امور کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور یا اسی جیسے میں جمع کر دیا ہے(۴۱)۔

دوسری رائے یہ ہے کہ آپ کو ایسا کلام عطا ہوا تھا جس میں الفاظ کم اور معانی کثیر ہیں۔ امام نووی (م۔۶۷۶ھ) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا کلام جوامع سے مراد ہے جو الفاظ کے اعتبار سے قلیل اور معانی کے لحاظ سے کثیر ہے(۴۲)۔ قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کلام کی فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ سلاست، لطیف البیانی اور مختصر الکلامی آپ پر مکمل تھی۔ آپ کے الفاظ صاف، کلام قوی، معانی صحیح اور تکلف سے پاک اور حکمت کے عجائبات سے خاص کیے گئے تھے۔ آپ کو عرب کی زبان کا پورا علم تھا۔ آپ ہر قبیلہ سے ان کی اپنی لغت اور زبان میں کلام کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا جو کلام قریش وانصار سے ہوتا تھا ویسا اہل حجاز و نجد سے نہیں تھا۔ آپ نے مختلف شاہان و حکمرانوں کو جو خطوط روانہ فرمائے ان کے متون بھی آپ کے صاحبِ جوامع الکلام ہونے پر روشن دلیل ہیں۔ اکثر مقامات پر صحابہ

کرامؓ آپ ﷺ سے آپ کے کلام کی شرح پوچھتے تھے (۴۳)۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے فصاحت وشیریں کلامی ومضبوطی اور قریوں کی خالص عربی بولی جمع کر دی گئی تھی۔ آپ ﷺ کے کلام میں رونق تائید الٰہی سے بھی ہوئی جس کی مدد وحی ہے اور علم وحی کا احاطہ علم نسانی نہیں کر سکتا (۴۴)۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال، خطابات اور وثائق وغیرہ سب آپ کے "جوامع الکلم" پر دلائل ہیں۔

۸۔ میری امت امتوں میں سے بہترین امت بنائی گئی

حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ جُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ، اور میری امت امتوں میں سے بہترین امت بنائی گئی ہے (۴۵)۔ امتِ محمدیہ کی توصیف قرآن میں بھی بیان ہوئی ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (۴۶) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر بہتر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے: یعنی تم دوسروں کے حق میں سب سے بہتر ہو، تم لوگوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر اسلام کی طرف جھکاتے ہو۔ مفسرین بھی یہی فرماتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہو (۴۷)۔

۹۔ مجھے چودہ وزراء، نقباء اور نجباء عطا ہوئے

گزشتہ انبیاء کرام کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ مددگار، سردار اور شریف نصیب ہوئے تھے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لَيْسَ مِنْ نَبِيٍّ كَانَ قَبْلِي إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُقَبَاءَ وُزَرَاءَ نُجَبَاءَ، وَ إِنِّي أُعْطِيتُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ وَزِيرًا نَقِيبًا نَجِيبًا، سَبْعَةً مِنْ قُرَيْشٍ وَ سَبْعَةً مِنْ الْمُهَاجِرِينَ (۴۸) مجھ سے قبل جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے ان میں ہر ایک کو سات نقباء وزراء نجباء دیئے گئے تھے۔ جبکہ مجھے چودہ وزیر نقیب نجیب دیئے گئے ہیں، ان میں سے سات کا تعلق قریش سے اور سات مہاجرین میں سے ہیں۔ ایک اور روایت میں حضرت علی کہتے ہیں: ہم نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَالْمِقْدَادُ وَحُذَيْفَةُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ (۴۹) میں، یعنی حضرت علی، اور میرے دونوں بیٹے، یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین، حضرت جعفر، حضرت حمزہؓ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ قَالَ أَنَا میں قَالَ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ اور أَنَا کی ضمیر حضرت علی کی طرف ہے (۵۰)۔

۱۰۔ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد میں ہزار نمازوں سے افضل ہے

مکہ سے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلے مسجد نبوی بنائی گئی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے مَسْجِدِي "میری مسجد" قرار دیا ہے۔ آپ نے اپنی مسجد کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ایسا صرف آپ ہی کے لیے خاص ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (۵۱) میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا کسی اور مسجد میں ادا کی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے۔

امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے: استثناء سے مراد میں اختلاف اس پر ہے کہ مکہ اور مدینہ میں سے افضل کون

سا شہر ہے۔ امام شافعی (م ۲۰۴ھ) اور جمہور علماء کے مطابق مکہ مدینہ سے افضل اور مسجد حرام مسجد نبوی سے افضل ہے۔ امام مالک (م ۱۷۹ھ) اور علماء کے ایک گروہ کی رائے اس کے برعکس ہے۔ لہٰذا امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک حدیث کا معنی یہ ہوا: اس میں ادا کی جانے والی نماز میری مسجد میں ادا کی جانے والی نماز سے افضل ہے۔ دوسری رائے میں اس حدیث کا معنی یہ ہوا: پس میری مسجد میں ادا کی جانے والی نماز افضل ہے لیکن مسجد حرام میں ادا کی جانے والی نماز سے ایک ہزار درجہ افضل نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِي مَسْجِدِي، میری اس مسجد میں ادا شدہ ایک نماز کسی اور مسجد میں ادا شدہ ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے المسجد الحرام کے، اس میں ادا شدہ ایک نماز میری مسجد میں ادا شدہ ایک سو نمازوں سے افضل ہے۔ یہ فضیلت ثواب کے لحاظ سے ہے۔ دونوں مساجد میں نماز کی یہ فضیلت فرض اور نفل سب نمازوں کے لیے عام ہے۔ امام طحاوی (م ۳۲۱ھ) کا موقف کہ یہ فضیلت صرف فرض نمازوں کے لیے ہے، صحیح احادیث کے خلاف ہے جو اس بارے میں مطلق ہیں۔ البتہ یہ فوت شدہ نمازوں کے لیے نہیں ہے۔ متذکرہ فضیلت اس مسجد کے ساتھ خاص ہے جو رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں تھی۔ (فِي مَسْجِدِي هَذَا، میری اس مسجد میں)۔ بعد میں ہونے والی توسیع اس میں شامل نہیں ہے (۵۲)۔

۱۲۔ مجھ سے قبل کسی کو [مکہ میں قتال] حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کو ہوگا

مکہ شہر حرم ہے۔ اس میں قتال و جنگ کسی کے لیے حلال رہا اور نہ آئندہ کسی کے لیے ہوگا۔ مکہ میں قتال صرف آپ ﷺ ہی کے لیے حلال ہوا۔ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ حضرت ابو شُرَیح خزاعی نے بیان کیا ہے: جب حضرت عمرو بن زبیر اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ آئے تو میں ان کے پاس گیا۔ میں نے کہا: اے شخص! ہم فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ فتح مکہ کے دوسرے دن خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ مِنْ حَرَامٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ فِيهَا دَمًا، وَ لَا يَعْضِدَ فِيهَا شَجَرًا، لَمْ تَحْلِلْ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَ لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ يَكُونُ بَعْدِي، وَ لَمْ تَحْلِلْ لِي إِلَّا هَذِهِ السَّاعَةَ، غَضَبًا عَلَى أَهْلِهَا، أَلَا، ثُمَّ قَدْ رَجَعَتْ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، فَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، فَمَنْ قَالَ لَكُمْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ [قَدْ] قَاتَلَ فِيهَا، فَقُولُوا: إِنَّ اللهَ قَدْ أَحَلَّهَا لِرَسُولِهِ، وَ لَمْ يُحْلِلْهَا لَكُمْ (۵۳) اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے اس روز سے جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے، مکہ کو حرم بنایا ہے اور یہ قیامت تک حرم ہی رہے گا۔ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے یا اس کا درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ صرف میرے لیے بھی ایک ساعت کے لیے حلال ہوا تھا۔ اب مکہ کی حرمت پھر پہلے جیسی ہو گئی ہے۔ تم میں سے جو لوگ موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بتا دیں۔ اگر کوئی تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قتال کیا تھا، تو اسے کہنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ایک ساعت کے لیے اسے حلال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مکہ میں قتال حلال نہیں کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے حدیث میں ہے: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ، وَ سَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي، وَ إِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ

لِأَحَدٍ بَعْدِي(۵۴) بیشک اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کا لشکر مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول اور مسلمانوں کو مکہ فتح کرا دیا تھا۔مکہ میں قتال مجھ سے قبل کسی کو حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کو حلال ہوگا۔مجھے بھی دن کے تھوڑے سے حصہ میں حلال ہوا تھا۔اب میرے بعد کسی کے لیے مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوگا۔

۱۲۔ مجھے الکوثر عطا ہوئی

رسول اللہ ﷺ کی یہ فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنّت میں آپ کو الکوثر عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے ۔یہ آپ ہی کے لیے خاص ہے۔آپ ﷺ نے خود بھی اس کا ذکر فرمایا ہے۔حضرت انس سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ حَتَّى خَتَمَهَا، مجھ پر ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔پھر آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، حتی کہ آپ نے اس سورت کی تلاوت ختم کی۔پھر آپ نے فرمایا: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ، تم جانتے ہو کہ الکوثر کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ فِي الْجَنَّةِ(۵۵) یہ وہ نہر ہے جسے جنت میں دینے کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ وہ جنت میں ایک نہر ہے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: رَأَيْتُ نَهْرًا فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللهُ(۵۶) میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ الکوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔امام قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) نے لفظ "الکوثر" کی تاویل میں علماء کے سولہ اقوال جمع کیے ہیں (۵۷)۔

۱۳۔ بیشک میرا ایک حوض ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ایک حوض مختص فرمایا ہے۔حضرت ابوبرزہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ لِي حَوْضًا فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلاَ أَوْرَدَهُ اللهُ(۵۸) بیشک میرا ایک حوض ہے، جس نے اس کا انکار کیا اس کی طرف اللہ متوجہ نہیں ہوں گے۔حضرت انسؓ سے مروی حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ، کیا تم جانتے ہو کہ الکوثر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا: فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ(۵۹) وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔اس میں خیر کثیر ہے۔وہ ایک حوض ہے، میری امت کے لوگ پانی پینے کے لیے اس پر آئیں گے۔
حضرت عقبہ بن عامر سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ شہدائے اُحد پر نماز ادا کرنے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: إِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ(۶۰) اور اللہ کی قسم! میں اس وقت بھی حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ امام نووی نے فرمایا: اس حدیث کے الفاظ صراحت سے بیان کرتے ہیں کہ حوضِ کوثر ایک حقیقی حوض ہے جو اپنے ظاہر پر قائم ہے۔مزید یہ کہ حوض مخلوق ہے اور آج بھی موجود ہے (۶۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ ، وَ زَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ الْوَرِقِ ، وَ رِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ ، وَ كِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ ، فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا(۶۲) میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا وسیع و عریض ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ

سفید ہے، اس کی مہک مسک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس کے کوزوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔ جو شخص اس حوض میں سے پیئے گا وہ پھر کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي (۶۳) میرا منبر میرے حوضِ کوثر پر ہے۔ جمہور کی رائے ہے کہ حدیث میں مذکور منبر سے مراد وہی منبر شریف ہے جو اس دنیا میں آپ ﷺ کا منبر تھا۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کے مطابق یہی معنی زیادہ رواضح ہے۔ اگرچہ کئی علماء نے اس رائے کا انکار کیا ہے۔ ایک موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کے حوض پر ایک منبر ہوگا (۶۴)۔ جو منبر نبوی کے پاس عبادت کرے گا وہ حوضِ کوثر سے سیراب ہوگا۔ مبارک منبر نبوی ہی حوضِ کوثر پر رکھا جائے گا۔

۱۴۔ اللہ نے مجھے عطا کیا صفوں میں ادائیگی نماز، التحیات اور آمین کہنا

رسول اللہ ﷺ نے ایک روایت میں اپنے تین خصال بیان فرمائے ہیں جو آپ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے تھے۔ حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ أَعْطَانِي خِصَالًا ثَلَاثَةً، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تین خصال عطا فرمائے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَعْطَانِي صَلَاةً فِي الصُّفُوفِ، وَ أَعْطَانِي التَّحِيَّةَ، إِنَّهَا لَتَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ أَعْطَانِي التَّأْمِينَ، وَ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا مِنَ النَّبِيِّينَ قَبْلِي، إِلَّا أَنْ يَكُونَ اللهُ أَعْطَى هَارُونَ، يَدْعُو مُوسَى، وَ يُؤَمِّنُ هَارُونُ (۶۵) اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا صفوں میں نماز کی ادائیگی، مجھے عطا کیا التحیات اور یہ تحیہ اہل جنت کے لیے ہے اور مجھے عطا کیا آمین کہنا اور یہ مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو عطا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے حضرت حذیفہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جُعلتْ صفوفنا كصفوف الملائكة (۶۶) نماز میں ہماری صفوں کو ملائکہ کی صفوں کے مانند قرار دیا گیا ہے۔

۱۵۔ مجھے عرشِ الٰہی کے نیچے سے فاتحة الكتاب عطا کی گئی

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُعْطِيتُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ (۶۷) اور مجھے عرشِ الٰہی کے نیچے سے فاتحۃ الکتاب عطا کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر سورت الفاتحہ نازل ہوئی۔ ایسی سورت تورات اور انجیل میں نہیں تھی۔ عامر بن کُریز کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام ابوسعید سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُبی بن کعب کو فرمایا تھا: إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَ سُورَةً، مَا أَنْزَلَ اللهُ فِي التَّوْرَاةِ، وَ لَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَ لَا فِي الْقُرْآنِ، مِثْلَهَا، میں چاہتا ہوں کہ تم اس وقت تک مسجد سے نہ نکلو جب تک وہ سورت نہ سیکھ لو جس کے مثل سورت تورات، انجیل اور قرآن میں نازل نہیں ہوئی۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلَاةَ ؟ جب تم نماز شروع کرتے ہو تو کیسے پڑھتے ہو؟ حضرت اُبی نے سورت الفاتحہ تلاوت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: هِيَ هَذِهِ السُّورَةُ ، وَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، الَّذِي أُعْطِيتُ (۶۸) یہی وہ سورت ہے اور یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔ قاضی عیاض نے "سبع مثانی" پر اقوال جمع کیے ہیں: سبع مثانی پہلی لمبی سورتیں ہیں۔ سبع مثانی ام القرآن ہیں۔ سبع مثانی وہ ہے کہ قرآن میں جو امر و نہی، بشارت و ڈرانا، مثالیں اور نعمتوں کا شمار کرنا ہے۔ ام القرآن یعنی سورت الفاتحہ کو مثانی اس لیے کہتے ہیں کہ اسے ہر رکعت میں پڑھا جاتا

ہے۔ قرآن کو مثانی اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں قصے دوبارہ آتے ہیں۔ یعنی ہم نے آپ ﷺ کو سات کرامات کے ساتھ عزت دی: ہدایت، نبوت، رحمت، شفاعت، ولایت، تعظیم اور سکینت (۶۹)۔

۱۶۔ مجھے سورۃ البقرۃ عطا کی گئی الذکر الاول کے بجائے

حضرت معقل بن یسار سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ إِنِّي أُعْطِيتُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ مِنَ الذِّكْرِ الأَوَّلِ (۷۰) مجھے الذکر الاول سے سورت البقرۃ عطا کی گئی۔ یعنی الذکر الاول کے بجائے مجھے سورت البقرۃ دی گئی۔ الذکر الاول سے مراد وہ دس صحیفے اور تین کتابیں ہیں جو ماضی میں نازل ہوئی تھیں۔ علوم و معارف کے اعتبار سے سورت البقرۃ سابقہ تمام صحف اور کتب سماویہ سے زیادہ جامع ہے (۷۱)۔

سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات کے متعلق حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ بَيْتِ كَنْزٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ وَ لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي (۷۲) مجھے سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات عرش کے نیچے سے ایک کمرے کے خزانے سے عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ آپ ؐ ہی کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ أُوتِيتُ هَؤُلَاءِ الآيَاتِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ يُعْطَ مِثْلَهُ أَحَدٌ قَبْلِي وَ لَا أَحَدٌ بَعْدِی (۷۳) اور مجھے سورت البقرۃ کے آخری آیات عرش کے نیچے ایک خزانے سے دی گئیں۔ اس کے مثل مجھ سے قبل کسی کو عطا ہوئیں اور نہ میرے بعد کسی کو ملیں گی۔

حضرت معقل بن یسار سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَأُعْطِيتُ طَهَ وَ طَوَاسِينَ وَ الْحَوَامِيمَ مِنْ أَلْوَاحِ مُوسَى (۷۴) مجھے سورت طہ، طواسین اور حوامیم، الواح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بجائے عطا کی گئیں۔ اس حدیث میں مِنْ سے مراد ہے: أي عِوَضًا یعنی اس کے بجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کیونکہ آپ کی کتاب احکام و مواعظ وغیرہ کے اعتبار سے انجیل سے زیادہ جامع ہے (۷۵)۔ "طواسین" سے مراد یہ سورتیں ہیں: الشعراء، النمل اور القصص۔ یہ تینوں سورتیں حرف "ط" سے شروع ہوتی ہیں۔ حوامیم یہ سورتیں کہلاتی ہیں: غافر، فصلت، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیۃ اور الاحقاف۔ یہ ساتوں سورتیں "حم" سے شروع ہوتی ہیں۔

حضرت واثلہ سے روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ (۷۶) مجھے تورات کے بجائے السبع عطا ہوئیں۔ آپ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں: أُعْطِيتُ السَّبْعَ الطُّوَلَ مَكَانَ التَّوْرَاةِ (۷۷) مجھے تورات کے بجائے السبع الطول عطا ہوئیں۔ "السبع الطول" میں یہ سات سورتیں شامل ہیں: البقرۃ، آلِ عمران، النسآء، المائدۃ، الانعام، الاعراف یہ چھ ہوئیں اور ساتویں سورت میں اختلاف ہے کہ یہ الانفال اور البراءۃ/التوبۃ دونوں اکٹھی ہیں کیونکہ ان دونوں کے درمیان "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" نہیں ہے یا یہ سورت یونس ہے (۷۸)۔

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وَ أُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمَئِينَ (۷۹) اور مجھ زبور کے بجائے "المئون" عطا کی گئیں۔ "المئون" سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات تعداد میں ایک سو یا کچھ زیادہ ہیں (۸۰) یعنی یونس سے فاطر تک۔ اسی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایاوَ أُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ (۸۱) اور مجھے انجیل کے بجائے المثانی عطا کی گئیں۔ "المثانی" ان سورتوں کو کہا جاتا ہے جن کی آیات کی تعداد ایک سو سے کم ہے (۸۲) یعنی سورت یٰسین سے ق تک۔ حضرت واثلہؓ ہی سے روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وَ فُضِّلْتُ

بِالْمُفَصَّلِ (۸۳) اور مجھے المفصل کے ساتھ فضیلت دی گئی۔ "المفصل" میں قرآن کی آخری چھوٹی سورتیں ہیں۔ ان کے تعین میں اختلاف ہے، اس بارے میں ۱۲ اقوال ہیں۔ سورت ق یا الحجرات سے آخری سورت الناس تک شامل ہیں (۸۴)۔

یوں رسول اللہ ﷺ نے "السبع الطول"، "المئون"، "المثانی" اور "المفصل" کا بیان فرما کر یہ واضح کر دیا کہ پورا قرآن ہی فضیلت میں تورات، زبور اور انجیل کا مقابلہ کرتا ہے اور یہ آپ کے ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

۱۷۔ مجھے چھ باتوں سے دیگر انبیاء پر فضیلت دی گئی

اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر رسول اللہ ﷺ کو چھ باتوں سے فضیلت دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِستٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَ مَسْجِدًا، وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ (۸۵) مجھے چھ باتوں کی بنا پر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم عطا ہوا، میری مدد کی گئی رعب سے، میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کیے گئے، میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنادی گئی، میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کی گئی۔ اس مضمون میں ان کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا گیا ہے۔

بعض دوسری روایات بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو آپ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ خَمْسًا، لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَ جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا، وَ أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَ أُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَ بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَ أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ (۸۶) مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، میرے لیے مسجد کو نماز ادا کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنایا گیا، میرے کسی امتی کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز ادا کرلے، میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے، ماضی میں ایک نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا لیکن مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے۔ اس مضمون میں ان کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں چار چیزوں کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کو نہیں ملیں۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ أَرْبَعًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنْ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ، أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَ سُمِّيتُ أَحْمَدَ، وَ جُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا، وَ جُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ (۸۷) مجھے چار چیزیں ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے قبل اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں: مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لیے مٹی کو پاکی حاصل کرنے والی چیز بنایا گیا اور میری امت کو تمام امتوں میں سے بہترین امت بنایا گیا۔

حضرت ابواُمامہ سے روایت یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَضَّلَنِي رَبِّي عَلَى الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ. أَوْ قَالَ: عَلَى الْأُمَمِ بِأَرْبَعٍ، قَالَ: أُرْسِلْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَ جُعِلَتْ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِي وَ لِأُمَّتِي مَسْجِدًا وَ طَهُورًا، فَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةُ فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَ عِنْدَهُ طَهُورُهُ، وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ يَقْذِفُهُ فِي قُلُوبِ أَعْدَائِي، وَ أَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ (۸۸) میرے رب نے مجھے چار باتوں سے تمام انبیاء یا فرمایا: تمام امتوں پر فضیلت

دی ہے: مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا، میرے لیے اور میری امت کے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی حاصل کرنے والی بنائی گئی، پس میرا کوئی امتی نماز ادا کرنے کا وقت پائے تو اس کے پاس مسجد اور پاکی حاصل کرنے والی چیز موجود ہے، میری مدد کی گئی رعب سے جو ایک ماہ مسافت کی دوری سے میرے دشمن پر طاری ہو جاتی ہے اور ہمارے لیے غنائم حلال کیے گئے ہیں۔اس مضمون میں ان کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں چار چیزوں کا ذکر ہے جن سے رسول اللہ ﷺ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت ابو اُمامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فُضِّلْتُ عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ : جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ ، وَجُعِلَتْ لَنَا الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا (۸۹) مجھے تین چیزوں سے تمام انسانوں پر فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفوں (نماز میں) کو ملائکہ کی صفوں جیسی بنایا گیا ہے، ہمارے لیے ساری زمین کو سجدہ کرنے والی جگہ بنایا گیا ہے اور زمین کی مٹی کو ہمارے لیے پاکی حاصل کرنے والی بنایا گیا ہے، راوی کہتے ہیں: یا کوئی اور خصلت بیان فرمائی۔ حضرت انس بن مالک نے بیان کیا ہے: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي خِصَالًا ثَلَاثَةً، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تین خصائل عطا کیے ہیں۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ خصائل کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَعْطَانِي صَلَاةً فِي الصُّفُوفِ، وَأَعْطَانِي التَّحِيَّةَ، إِنَّهَا لَتَحِيَّةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَعْطَانِي التَّأْمِينَ، وَلَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا مِنَ النَّبِيِّينَ قَبْلِي، إِلَّا أَنْ يَكُونَ اللَّهُ أَعْطَى هَارُونَ، يَدْعُو مُوسَى، وَيُؤَمِّنُ هَارُونُ، (۹۰) اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز میں صفیں عطا کیں، مجھے تحیہ عطا کی، یہ تحیہ اہل جنت کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تامین عطا کی، یہ مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو عطا کی تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اس مضمون میں ان کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں درج ہے کہ آپ ﷺ کو وہ چیزیں عطا ہوئیں جو کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مجھے وہ چیزیں عطا ہوئیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَ سُمِّيتُ أَحْمَدَ، وَ جُعِلَ التُّرَابُ لِي طَهُورًا، وَ جُعِلَتْ أُمَّتِي خَيْرَ الْأُمَمِ (۹۱) میری مدد کی گئی رعب سے، مجھے زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لیے مٹی کو پاکی حاصل کرنے والی بنایا گیا اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔اس مضمون میں ان کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ کیا گیا ہے۔

۱۸۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں ہے کہ اگر کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی آپ ہی کو دیکھا۔ شیطان میں یہ قدرت ہی نہیں ہے کہ وہ آپ کی شکل میں کسی کے خواب میں آئے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي (۹۲) جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ (۹۳) جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار نصیب ہو۔اسلامی ادب میں ایسی بہت سی مثالیں درج ہیں کہ لوگ خواب میں

دیدارِ رسول اللہ ﷺ سے فیضیاب ہوئے۔ علامہ زُرقانی (م ۱۱۲۲ھ) نے امام مالک (م ۱۷۹ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے: "میں نے کوئی ایسی رات نہیں گزاری مگر یہ کہ میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا" (۹۴)۔ ایسی سعادت سے خوش قسمت مسلمان تا قیامت بہرہ مند ہوتے رہیں گے ،اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

صحابہ کرامؓ سے یہ مروی ہے رسول اللہ ﷺ کو جس نے خواب میں دیکھا وہ آپ کو جلد ہی بیداری میں بھی دیکھے گا۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سنا: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي (۹۵) جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ جلد مجھے حالتِ بیداری میں دیکھے گا، اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ نبوی الفاظ :فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ یعنی وہ جلد مجھے حالتِ بیداری میں دیکھے گا، اس کی توضیح میں تین اقوال ہیں: جن روایات میں مخاطبین حیاتِ نبوی کے لوگ ہیں ان میں سے جس مسلمان نے آپ ﷺ کو بالمشافہ نہیں دیکھا اور خواب میں دیدار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آپ ﷺ کی طرف آنے اور آپ سے ملاقات کے اسباب پیدا فرمائیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کو جس نے خواب میں دیکھا وہ آپ کو روزِ آخرت میں دیکھ لے گا۔ یہ اعتراض کہ روزِ قیامت امت کے تمام لوگ دیدار سے فیضیاب ہوں گے خواہ خواب میں دیکھا یا نہ دیکھا ہو، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں کہ اللہ بعض گناہگاروں کو روزِ آخرت کچھ مدت کے لیے دیدارِ رسول ﷺ سے محروم رکھیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا شخص اپنی زندگی ہی میں حالتِ بیداری میں اپنی آنکھوں سے دیدار نبوی کی سعادت حاصل کرے گا۔ حدیث کے الفاظ کے ظاہری اور عمومی معانی یہی ہیں (۹۶)۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کہ رحلت کے بعد آپ ﷺ کا عالمِ مشاہدات میں زندہ نظر آنا ممکن نہیں ہے۔ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے شارح صحیح بخاری اور محدث ابو محمد بن ابی حمزہ (م ۶۹۹ھ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس اعتراض سے دو نقائص سامنے آتے ہیں: رسول اللہ ﷺ صادق تھے اور اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے تھے ان کے قول کی عدم تصدیق ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے سے لاعلمی کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آتا ہے (۹۷)۔

۱۹۔ میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا

رسول اللہ ﷺ جب حالتِ نیند میں ہوتے تھے تو آپ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر آپ کا دل نہیں سوتا تھا۔ حضرت عائشہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِي (۹۸) بیشک میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے: یہ اعتراض کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے وقت کیسے سوئے رہے تھے حتیٰ کہ سورج طوع ہو گیا۔ [حضرت انسؓ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوہ خیبر سے واپسی پر ایک جگہ پڑاؤ ہوا تو رسول اللہ ﷺ سمیت سب سو گئے۔ سورج طلوع ہو جانے کا علم نہ ہوا اور نماز فجر قضا ہو گئی تھی] (۹۹)، اس کا جواب یہ ہے کہ دل حسّیات سے متعلقہ امور مثلاً حدث اور اَلم وغیرہ کا ادراک کرتا ہے، وہ سورج طلوع ہونے وغیرہ کا ادراک نہیں کرتا۔ ایسے امور کا ادراک آنکھ سے ہوتا ہے۔ آنکھ اس وقت سو رہی تھی، اگرچہ دل جاگ رہا تھا (۱۰۰)۔

۲۰۔ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کھلاتے اور پلاتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُوَاصِلُوا، تم وصال کے روزے نہ رکھا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا: آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: : إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَ يَسْقِينِي (۱۰۱) میں تم جیسا نہیں

ہوں، میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جمہور علماء نے اسے مجازاً قوت پر محمول کیا ہے کہ کھانے پینے سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ وہ قوت رسول اللہ ﷺ کو عطا فرماتے ہیں۔ بعض نے اسے حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کھانے پینے سے جنت کا کھانا پینا مراد لیا ہے۔ حافظ ابن قیّم (م ۷۵۱ھ) کے مطابق اس میں دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ اس سے وہ کھانا پینا مراد ہے جو حسّی اور مادی طور پر کھایا اور پیا جاتا ہے۔ الفاظ کا یہی حقیقی معنی ہے۔ اس سے روگرداں ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو کھلانے اور پلانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علوم و معارف کی غذا آپ ﷺ کو کھلاتے ہیں جس سے آپ کے قلب مبارک پر لذت کا فیضان، آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور محبتِ الٰہی سے آپ کو سرشاری حاصل ہوتی ہے۔ یہ ایسی روحانی غذا ہے جو ایک زمانی مدت تک کے لیے آپ ﷺ کو جسمانی غذا سے مستغنی کر دیتی ہے (۱۰۴)۔

۲۱۔ میں اپنے پیچھے ویسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ہمیں نماز کی امامت کرائی۔ پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے نماز اور رکوع کے متعلق فرمایا: إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ (۱۰۵) بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے میں تمہیں اب سامنے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنِّي وَ اللهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ (۱۰۶) اللہ تعالیٰ کی قسم! بیشک میں اپنے پیچھے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے کو ایسی قوت عطا فرمائی تھی جس کی بدولت آپ اپنے پیچھے دیکھنے پر قادر تھے۔ بہت ساری چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کی خرقِ عادتِ انسانی مثالیں ہیں۔ ایسا نہ تو خلافِ عقل ہے اور نہ ہی خلافِ شریعت۔ ایسا واقع ہوا ہے تو یہ عین شریعت اور اس کا ماننا واجب ہے۔ امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) اور جمہور علماء کرام کے مطاق رسول اللہ ﷺ کا اپنے پیچھے دیکھنا حقیقت میں اپنی آنکھ سے دیکھنا ہے (۱۰۷)۔

حضرت عائشہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ کسوف ادا کرنے کے بعد فرمایا: رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ (۱۰۸) میں نے اپنے اس مقام پر وہ تمام چیزیں دیکھیں جن کا تم سے وعدہ ہوا ہے۔ حضرت جابر سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُولَجُونَهُ (۱۰۹) میرے سامنے وہ ہر چیز پیش کی گئی جس میں تم جاؤگے۔ یعنی جنّت، جہنم، قبر اور روزِ محشر وغیرہ سب میرے سامنے پیش کیے گئے (۱۱۰)۔ ایک رائے یہ ہے کہ اپنے عموم کے لحاظ سے دیدارِ الٰہی بھی اس میں شامل ہے، عقل اس سے منع نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد: فِي مَقَامِي هَذَا، اس سے آپ کا مقام حسّی یعنی منبر بھی مراد ہو سکتا ہے اور مقامِ معنوی بھی یعنی مکاشفہ اور تجلی بھی (۱۱۱)۔

حضرت ثوبان سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا (۱۱۲) بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ساری زمین میرے سامنے کر دی اور میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لیے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اتنی بڑی زمین اپنے حجم میں چھوٹی کر دی گئی، جیسے مکہ میں آپ ﷺ کے سامنے بیت المقدس کر دیا گیا تھا اور آپ اس کے متعلق مشرکین کے ہر سوال کا مشاہداتی جواب دے رہے تھے۔ ساری زمین ایک ہی بار رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دی گئی اور آپ نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لیے۔ اس میں مستقبل کی خبر بھی تھی کہ

مسلمان جلد مشرق میں ملکِ فارس اور مغرب میں ملکِ روم اور بلاد اندلس کو فتح کر لیں گے، اور یہ سب کچھ خلافتِ حضرت عمر فاروقؓ میں واقع ہو چکا تھا۔

۲۲۔ مجھے شفاعت عطا ہوئی

حضرت جابر سے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ (۱۱۳) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: وَ أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَة فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ وَ هِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ الله مَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا (۱۱۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے جسے میں نے قیامت کے دن تک اپنی امت کے لیے مؤخر کر دیا ہے۔ اِن شاء اللہ یہ شفاعت اسے ملے گی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ امر خاص ہے کہ روزِ محشر آپ اپنی امت کے لیے عام شفاعت فرمائیں گے جو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گی۔ امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے لکھا ہے: یہ عام شفاعت ہے جو میدانِ حشر میں ان لوگوں کو حاصل ہو گی جو گھبراہٹ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں گے۔ اس لیے کہ شفاعت خاص رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی ہے۔ قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) کہتے ہیں: بعض کے نزدیک یہ ایسی شفاعت ہے جو رد نہیں ہو گی۔ آپ ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کو جہنم سے باہر نکالنے کے لیے ہو گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا۔ دوسروں کی شفاعت اس سے قبل ہو چکی ہو گی۔ یہ شفاعت صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہو گی (۱۱۵)۔ فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ موخر کی جانے والی دعا ایسی ہے جس کا علم مجھے دیا گیا ہے کہ وہ امت کے لیے مقبول ہو گی۔ ان کی خواہشات ان کو دی جائیں گی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی بہت سی دعائیں ہوتی ہیں۔ بوقتِ دعا ان کا حال امید و خوف کے درمیان رہا ہے۔ ایسی دعا بھی ہوتی ہے جس کی مقبولیت کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے کہ جس کے لیے چاہیں یقیناً قبول ہو گی (۱۱۶)۔

خلاصۂ بحث

اطیب واطہر ذاتِ مقدس رسول اللہ ﷺ کے یہ متذکرہ بالا چند خصائص ہی فی الحال جمع کیے جاسکے ہیں۔ اس لیے کہ مجلّہ "جہات الاسلام" کے تنگیٔ دامن کا مطالبہ بھی تھا، قلّتِ وقت کا اثر بھی تھا اور اپنی بشری کمزوریوں کا احساس بھی تھا۔ ورنہ رسول اللہ حضرت محمد ﷺ کے جملہ خصائص مبارکہ کا احاطہ کرنے کے لیے قلم وقرطاس کی تمام صورتیں اور وقت کے تمام لمحات ناکافی ہیں۔ البتہ اپنی محدود صلاحیتوں کے باوجود پیروکارانِ رسالت مآب ﷺ آپ کے خصائص مبارکہ کے پھول اور کلیاں چُن کر عقیدت و محبت کے گلدستے بارگاہِ نبوی میں تاقیامت پیش کرتے رہیں گے۔ اس دعا کے ساتھ کہ روزِ محشر شافعِ محشر ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) مسلم، مسلم بن الحجاج (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب دارالحدیث،

القاهرة ۱۴۱۲/۱۹۹۱ م ۱/۳۷۱

(۲) البخاری، محمد بن اسماعیل(م ۲۵۶)،صحیح البخاری، کِتَاب التَّيَمُّمِ، بَاب التَّيَمُّمِ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲/۲۰۰۱ م، ص ۸۳

(۳) حواله بالا ، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ((جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا)) ص ۱۰۰، ۱۰۱

(۴) صحیح مُسْلِمْ، كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب ۱/۳۷۰، ۳۷۱

(۵) عیاض، القاضی ابوالفضل عیاض بن موسی (م ۵۴۴ھ)، الشفاء بتعریف حقوق المصصفی، جائزة دبی الدولية للقرآن الكريم، وحدة البحوث و الدراسات، حكومة دبی ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳م، ص ۲۱۸

(۶) احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، مسند الامام احمد بن حنبل، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۴/۱۴۱۵/۱۹۹۴، ۶/۱۷۹

(۷) صَحِيْحُ مُسْلِمْ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيِّ ۵/۵

(۸) البيهقى، ابو بكر أحمد بن الحسين بن على (م ۴۵۸)، السنن الكبرى، كتاب الصلاة، جماع أبواب الصلاة بالنجاسة و موضع الصلاة من مسجد و غيره، باب أينما أدركتك الصلاة فصل فهو مسجد، دار الفكر، بيروت لبنان ۳/۴۵۱

(۹) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَاب الْمَنَاقِبِ، بَاب خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ص ۶۳۱

(۱۰) صحیح مُسْلِم ، كِتَاب الْفَضَائِلِ، بَاب ذِكْرِ كَوْنِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۴/۱۷۹۱

(۱۱) حواله بالا ، كِتَاب الْإِمَارَةِ، بَاب وُجُوبِ الْوَفَاءِ بِبَيْعَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ ۳/۱۴۷۱، ۱۴۷۲

(۱۲) حواله بالا ، كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب ۱/۳۷۱

(۱۳) حواله بالا ۱/۳۷۲

(۱۴) ابن هشام(م۲۱۸ھ)، السيرة النبوية، دارالكتاب العربی ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰م، ۲/۴۰

(۱۵) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ ، كِتَاب التَّيَمُّمِ ، بَاب التَّيَمُّمِ ص۸۳

(۱۶) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الصلاة، جماع أبواب الصلاة بالنجاسة و موضع الصلاة من مسجد و غيره، باب أينما أدركتك الصلاة فصل فهو مسجد ۳/۴۵۱

(۱۷) ابن حجر عسقلانی(م۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفة بيروت لبنان ۱۳۷۹ھ،۱/۴۳۷.

(۱۸) قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری(م ۱۹۳۰ء)،رحمة للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ لاہور ۱/۱۳۶

(۱۹) حواله بالا ۱/۱۴۴

(۲۰) ابن هشام، السيرة النبوية ۴ /۲۶۵ ومابعد

(۲۱) حواله بالا، ابْتِدَاءُ شَكْوَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ۴/۲۹۹

(۲۲) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَاب الْجِهَادِ وَ السِّيَرِ، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ)) ص ۵۳۰

(٢٣) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٣٩٠/٥
(٢٤) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيِّ ٣٤/١٥، ٣٥
(٢٥) صحيح مُسْلِم ، كِتَاب الْفِتَنِ وَ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَاب هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ٢٢١٥/٤
(٢٦) ابن ماجه، محمد بن يزيد (م ٢٧٣)، سنن ابن ماجه، كِتَاب الْفِتَنِ، بَاب مَا يَكُونُ مِنْ الْفِتَنِ، دارالمعرفة، بيروت ١٤١٨ھ/١٩٩٧، ٣٢٨/٤-٣٢٩
(٢٧) النووى،يحي بن شرف(م ٦٧٦)، صحيح مسلم بشرح الامام النووى، مكتبة الغزالى+ مؤسسة مناهل العرفان، بيروت، ١٣/١٨
(٢٨) تحفة الاحوذي ٣٣٥/٦
(٢٩) عون المعبود ٢٥٢/١١
(٣٠) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيِّ ١٣/١٨
(٣١) الشفاء بتعريف حقوق المصصفى ص ١٣٩
(٣٢) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ ، كِتَاب التَّيَمُّمِ ، بَاب التَّيَمُّمِ ص٨٣
(٣٣) فتح البارى ٤٣٨/١
(٣٤) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ ، كِتَاب التَّيَمُّمِ ، بَاب التَّيَمُّمِ ص٨٣
(٣٥) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الطهارة،جماع أبواب التيمم، باب التيمم بعد دخول وقت الصلاة ٣٨١/١
(٣٦) حواله بالا ٣٨٠/١ . ٣٨١
(٣٧) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد بن احمد بن محمد(م ٥٩٥ھ)، بداية المجتهد و نهاية المقتصد، دارالفكر بيروت لبنان ٩٧/١ ومابعد
(٣٨) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الصلاة، جماع أبواب الصلاة بالنجاسة و موضع الصلاة من مسجد وغيره، باب أينما أدركتك الصلاة فصل فهو مسجد ٤٥١/٣
(٣٩) صحيح مُسْلِمْ، كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب ٣٧١/١
(٤٠) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيِّ ٥/٥
(٤١) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَاب التَّعْبِيرِ، بَاب الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ ص ١٢٤٢
(٤٢) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيِّ ٥/٥
(٤٣) الشفاء بتعريف حقوق المصصفى ص ١١٥ و مابعد
(٤٤) حواله بالا ص ١٢٤
(٤٥) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ١٥٧/١
(٤٦) آل عمران٣: ١١٠
(٤٧) ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن عمر(م٧٧٤ھ)،تفسير القرآن العظيم، دارالفكر ١١٤/١
(٤٨) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ١٤١/١

(٤٩) الترمذی، محمد بن عیسی (م ٢٧٩هـ)، كِتَاب الْمَنَاقِبِ، بَاب مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مطبعة مصطفى البابي الحلبي القاهرة، ١٣٥٦/١٩٣٧م ٦٦٢/٥

(٥٠) تحفة الاحوذي ٢١٨/١٠

(٥١) صحيح مُسْلِمْ، كِتَاب الْحَجِّ، بَاب فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةَ ١٠١٢/٢

(٥٢) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الْإِمَامِ النَّوَوِيّ ١٦٣/٩.١٦٦

(٥٣) ابن هشام، السيرة النبوية، ذِكْرُ الْأَسْبَابِ الْمُوجِبَةِ الْمَسِيرَ إلَى مَكّةَ وَ ذِكْرُ فَتْحِ مَكّةَ ، مَا كَانَ بَيْنَ أَبِي شُرَيْحٍ وَ ابْنِ سَعْدٍ حِينَ ذَكّرَهُ بِحُرْمَةِ مَكّةَ ٦٤/٤

(٥٤) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَابٌ فِي اللُّقَطَةِ، بَابٌ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ ص ٤٢٧

(٥٥) ابو داؤد، سليمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانی (م ٢٧٥)، سنن ابي داؤد، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، دارالسلام للنشر و التوزيع الرياض، الطبعة الاولی ١٤٢٠/١٩٩٩م، ص ١٢٢

(٥٦) الترمذي، الجامع الصحيح، كِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْكَوْثَرِ ٤٩٩/٥

(٥٧) تفصیل ملاحظه هو: القرطبی، ابوعبدالله محمد بن احمد(م ٦٧١هـ)، الجامع لاحكام القرآن، دارعالم الكتب الرياض ٢١٦/٢٠

(٥٨) البزار، ابوبكر احمد بن عمرو بن عبدالخالق (م ٢٩٢)، البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مؤسسة علوم القرآن بيروت، مكتبة العلوم و الحكم المدينة المنورة، ١٠٤٩ / ١٩٨٨م،٢٩٨/٩

(٥٩) صحيح مسلم، كتاب الصلوة، باب حجة من قال البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، دار احياء التراث العربی بيروت ٣٠٠/١

(٦٠) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَاب الْمَنَاقِبِ، بَاب عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ ص ٦٣٩

(٦١) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الْإِمَامِ النَّوَوِيّ ٥٩/١٥

(٦٢) صحيح مُسْلِم، كِتَاب الْفَضَائِلِ، بَاب إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ ١٧٩٣/٤، ١٧٩٤

(٦٣) حواله بالا، كِتَاب الْحَجِّ، بَاب مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَ الْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ١٠١١/٢

(٦٤) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الْإِمَامِ النَّوَوِيّ ١٦٢/٩

(٦٥) صحيح ابن خزيمة ، جماع أبواب قيام المأمومين خلف الإمام، باب ذكر ما كان الله عز وجل خص نبيه صلى الله عليه وسلم بالتأمين ٣٩/٣، یہ حديث ضعيف ہے: موسوعة الاحاديث و الآثار الضعيفة والموضوعة،مكتبة المعارف للنشر والتوزيع الرياض ١٤١٩هـ/١٩٩٩م، ٢/ ٣٠٩

(٦٦) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الطهارة،جماع أبواب التيمم، باب الدليل على أن الصعيد الطيب هو التراب ٣٦٥/١

(٦٧) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الضحايا، جماع أَبْوَابِ مَا لاَ يَحِلُّ أَكْلُهُ وَ مَا يَجُوزُ لِلْمُضْطَرِ مِنَ الْمَيْتَةِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ، باب مَا حَرُمَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ ثُمَّ وَرَدَ عَلَيْهِ النَّسْخُ بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه و سلم ٤٠٤/١٤ .

٤٠٥
(٦٨) الْمُوَطَّأ، كِتَابُ الصَّلاةِ ، بَاب مَا جَاءَ فِي أُمِّ الْقُرْآنِ ص ٥٢، ٥٣
(٦٩) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم ص ٩٤
(٧٠) المستدرك، كتاب فضائل القرآن، ذكر فضائل سور، و آي متفرقة ٢/١٢٥
(٧١) محمد المدعو بعبد الرؤف المناوى، فيض القدير شرح الجامع الصغير للسيوطى، دار المعرفة بيروت ١/ ٥٦٣
(٧٢) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٦/١٨٨
(٧٣) صحيح إبن حبّان، كتاب التاريخ، باب من صفته ﷺ و أخباره، ذكر ما فضل المصطفى ﷺ على من قبله من الخصال المعدودة ٩/١٠٥
(٧٤) المستدرك، كتاب فضائل القرآن، ذكر فضائل سور، و آي متفرقة ٢/١٢٥
(٧٥) محمد المدعو بعبد الرؤف المناوى، فيض القدير شرح الجامع الصغير للسيوطى، ١/ ٥٦٣
(٧٦) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٥/٧٨
(٧٧) اس میں سعید بن بشیر ضعیف ہے۔اَلْمُعْجَمُ الْكَبِيْرُ، المجلد ١٠، الجزء ٢٢، الصفحة ٥٣
(٧٨) الزرقانى، محمد عبدالعظيم، مناهل العرفان فى علوم القرآن، دارالكتاب العربى ١٤١٥ھ/١٩٩٥، ١ / ٢٨٦
(٧٩) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٥/٧٨
(٨٠) مناهل العرفان فى علوم القرآن١ / ٢٨٦
(٨١) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٥/٧٨
(٨٢) مناهل العرفان فى علوم القرآن ١ / ٢٨٦
(٨٣) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ٥/٧٨
(٨٤) مناهل العرفان فى علوم القرآن ١ / ٢٨٧
(٨٥) صحيح مُسْلِمْ، كِتَاب الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، بَاب ١/٣٧١
(٨٦) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ ، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا ص ١٠٠، ١٠١
(٨٧) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ١/٢٥٥
(٨٨) حواله بالا ٦/٣٣٠
(٨٩) البيهقي، السنن الكبري، كتاب الطهارة،جماع أبواب التيمم، باب الدليل على أن الصعيد الطيب هو التراب ١/٣٦٥
(٩٠) صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب قيام المأمومين خلف الإمام، باب ذكر ما كان الله عز وجل خص نبيه صلى الله عليه وسلم بالتأمين ٣/٣٩
(٩١) مُسْنَدُ الإمام أحمد بن حَنْبَل ١/١٥٧
(٩٢) صَحِيْحُ الْبُخَارِيُّ، كِتَاب التَّعْبِيرِ، بَاب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْمَنَامِ ص ١٢٣٩

(۹۳) صحيح مُسْلِم ، كِتَاب الرُّؤْيَا، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي ٤/١٧٧٦

(۹٤) الزقاني، محمد بن عبدالباقي(م١١٢٢ھ)، شرح الزرقاني علی موطا امام مالك، طبع بالمطبعة الخيرية ٤/١

(۹٥) صَحِيْحُ اَلْبُخَارِيُّ، كِتَاب التَّعْبِيرِ، بَاب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِي الْمَنَامِ ص ١٢٣٩

(۹٦) ابن حجر عسقلانی (م ٨٥٦ھ)، فتح الباری، دارالمعرفة بيروت ١٢/٣٨٥۔ السيوطی، جلال الدين (م٩١١ھ)، الحاوی للفتاوی ، المکتبة التجارة الکبری مصر ١٣٧٨ھ/١٩٨٩م، ٢/٤٣٨۔ محمد شمس الحق عظيم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، دارالفکر بيروت لبنان ١٣/٣٦٦

(۹۷) الحاوی للفتاوی ٢/٤٣٨

(۹۸) اَلْبُخَارِيُّ ، كِتَاب التَّهَجُّدِ، بَاب قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَ غَيْرِهِ ص ٢١٠

(۹۹) تفصيل ملاحظه هو: سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة، باب باب فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا

(۱۰۰) صَحِيْحُ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيّ ٦/٢١

(۱۰۱) صَحِيْحُ اَلْبُخَارِيُّ، كِتَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ، بَاب مَا يُكْرَهُ مِنْ التَّعَمُّقِ وَ التَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَ الْغُلُوِّ فِي الدِّينِ ص ١٢٨٩

(۱۰۲) ابن قيم، محمد بن ابی بکر بن ايوب(م٧٥١ھ)، زاد المعاد فی هدی خير العباد، المؤسسة الرسالة بيروت، مكتبة المنار الاسلامية كويت ١٤١٥ھ/١٩٩٤، ٢/٣٢

(۱۰٥) صَحِيْحُ اَلْبُخَارِيُّ ، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي إِتْمَامِ الصَّلَاةِ وَ ذِكْرِ الْقِبْلَةِ ص ٩٧

(۱۰٦) صحيح مُسْلِمْ، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب الْأَمْرِ بِتَحْسِينِ الصَّلَاة وَ إِتْمَامِهَا وَ الْخُشُوعِ فِيهَا ١/٣١٩

(۱۰۷) صَحِيْحْ مُسْلِمُ بِشَرْحِ الإِمَامِ النَّوَوِيّ ٤/١٤٩، ١٥٠

(۱۰۸) صحيح مُسْلِمْ، كِتَاب الْكُسُوفِ، بَاب صَلَاةُ الْكُسُوفِ ٢/٦٢١

(۱۰۹) ايضا، كِتَاب الْكُسُوفِ، بَاب مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ٢/٦٢٢

(۱۱۰) صَحِيْحْ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيّ ٦/٢٠٧

(۱۱۱) سنن النسائی بشرح السيوطی (م ٩١١ھ) و حاشية الامام السندی (م ١١٣٨ھ)، المقدمة، دار المعرفة بيروت لبنان ص ١٤٨

(۱۱۲) صحيح مُسْلِم ، كِتَاب الْفِتَنِ وَ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، بَاب هَلَاكِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ٤/٢٢١٥

(۱۱۳) اَلْبُخَارِيُّ ، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا ص ١٠٠، ١٠١

(۱۱٤) ابن ابي شيبة، المصنّف، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله تعالى محمدا صلى الله عليه و سلم ٧/٤١٠

(۱۱٥) صَحِيْحْ مُسْلِمُ بِشَرْ حِ الإِمَامِ النَّوَوِيّ ٥/٤

(۱۱٦) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم ص ٢٧٨ ومابعد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆